2

عرش کا مالک خدا تم سے دین کے لئے قربانی طلب کرتا ہے

(فرمودہ یکم فروری 1946ء)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

"چونکہ یہ دن دوائی کی باری کے ہیں اور ان دواؤں سے مجھے ضعف کی شکایت ہو جاتی ہے اس لئے مَیں زیادہ بول نہیں سکتا۔ صرف اختصاراً جماعت کو مَیں پھر اس مضمون کی طرف توجہ دلاتا ہوں جس کی طرف مَیں نے گزشتہ جمعہ میں بھی توجہ دلائی تھی۔ بالخصوص اس امر کی طرف مَیں جماعت کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت متواتر مبلغین کی مانگیں آ رہی ہیں۔ بیرون ہند سے ہی نہیں بلکہ ہندوستان سے بھی۔ اور بعض لوگ اپنے خرچ پر بھی مبلغ رکھنے کے لئے تیار ہیں مگر ہمارا مبلغین کا خزانہ بالکل خالی ہو چکا ہے۔ وہ مبلغ جو باہر گئے ہیں ابھی ان کے قائم مقام بھی ہمارے پاس پورے نہیں قریباً پچیس مبلغ باہر جا چکے ہیں لیکن ان کے قائم مقام ہمارے پاس صرف دس ہیں جو اس وقت تعلیم پا رہے ہیں اور ان میں سے بھی بعض ایک لمبے عرصہ کے بعد تعلیم سے فارغ ہوں گے۔ چنانچہ جو طالب علم آئندہ نکلنے والے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہیں جو تین سال کے اندر بھی فارغ نہیں ہو سکتے۔ کچھ چار سالوں میں فارغ ہوں گے اور کچھ پانچ سالوں میں۔ پس جماعت کے وہ نوجوان جن کے دلوں میں باہر جانے والے لوگوں کے کارنامے پڑھ پڑھ کر گدگدیاں پیدا ہوتی ہیں اور انہیں خواہش ہوتی ہے کہ کاش! ہم بھی یہ کام کر سکتے، ان کو مَیں بتانا چاہتا ہوں کہ نیک تحریکیں بھی دَورہ کے طور پر آیا کرتی ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب کوئی شخص نیکی کا کام کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سفید نقطہ لگ جاتا ہے اور

جب کوئی بُرا کام کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ اسی طرح سیاہ اور سفید نقطے بڑھتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ اگر کسی کی نیکیاں غالب آ جاتی ہیں تو اس کا سارا دل سفید ہو جاتا ہے اور اگر کسی کی بدیاں غالب آ جاتی ہیں تو اس کا سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔[1] پس جب کسی شخص کے دل میں نیکی کی تحریک پیدا ہو اس کو چاہئے کہ جلد اس کی طرف قدم اٹھائے ورنہ اگر بار بار تحریک کے باوجود اس کا قدم نہ اٹھا تو نتیجہ یہ ہو گا کہ رسول کریم ﷺ کے اس فرمان کے مطابق ایک دن اس کا دل پورے طور پر سیاہ ہو جائے گا۔ ہماری جماعت کے لئے یہ خطرہ بہت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ متواتر اور متواتر اور متواتر ہر جمعہ اور ہر تقریب پر ان کو خدا تعالیٰ کے دین کی طرف بلائے جانے کے لئے آواز بلند کی جاتی اور دینِ اسلام کے لئے قربانی کرنے کے لئے تحریک کی جاتی ہے۔ ہر ذریعہ کو استعمال کر کے، اسلامی اور قرآنی شواہد کو استعمال کر کے، صحابہؓ کی بے نظیر قربانیوں کا نمونہ بتا کر، رسول کریم ﷺ کی خواہشات کو بیان کر کے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو پیش کر کے، آپ کے زمانہ کے صحابہؓ کی قربانیاں پیش کر کے، عقل کے ساتھ، زمانہ کے حالات اور زمانہ کے مفاسد دکھا دکھا کر، غرض ہر رنگ میں تحریک کی جاتی ہے اور جب بھی وہ تحریک ہوتی ہے نوجوانوں کے دلوں میں ہمیشہ خیال پیدا ہوتا ہو گا کہ ہم بھی اس پر عمل کریں۔ لیکن پھر اردگرد کی مشغولیتیں، دوستوں کی مجلسیں اور اپنے عزیزوں اور ماں باپ کی حاجتیں حائل ہو جاتی ہوں گی۔ ان کے دل کا سفید نقطہ مُرجھانا شروع ہو جاتا ہو گا اور اس کی جگہ سیاہ نقطہ لگ جاتا ہو گا۔ اور ہر دفعہ جب یہ تحریک ہوتی ہو گی بجائے ان کو نیکی کی طرف توجہ دلانے کے ان کے سفید نقطہ کو آہستہ آہستہ سیاہ نقطہ میں تبدیل کر دیتی ہو گی۔ پس جہاں یہ بار بار کی تحریکیں جماعت کے ایک حصہ میں بیداری پیدا کرنے کا موجب ہیں وہاں دوسرے حصہ کے لئے خطرناک بھی ہیں کیونکہ وہ انہیں نظر انداز کرنے کے بعد اپنے دل پر سیاہ نقطہ لگانے کا موجب ہو جاتے ہیں۔ پس جماعت کے دوستوں کو جن کے دلوں میں ان تحریکوں سے کوئی نیکی کا ارادہ پیدا ہوتا ہے چاہئے کہ جلد از جلد اپنے مقصود اور نیک ارادوں کو پورا کرنے کے لئے قدم اٹھائیں۔ دنیا میں انسان پیدا بھی ہوتے ہیں اور مرتے بھی ہیں، دنیا میں مغلوب بھی ہوتے ہیں اور غالب بھی ہوتے ہیں مگر سب سے زیادہ

خوش قسمت وہ لوگ ہوتے ہیں جو نبی کے زمانہ میں پیدا ہوتے ہیں۔ اور سب سے زیادہ خوش قسمت وہ قوم ہوتی ہے جو اس کے ابتدائی زمانہ میں ایمان لا کر خدا تعالیٰ کے نبی کے ساتھ ہر قسم کی قربانی میں شریک ہو جائے۔ اس کے مقابلہ میں سب سے زیادہ بد قسمت لوگ وہ ہوتے ہیں جنہوں نے نبی کا زمانہ پایا لیکن اس کو نہ مانا۔ اور پھر سب سے زیادہ بد قسمت وہ شخص ہوتا ہے جس نے نبی کا زمانہ پایا اور خدمت کے مواقع بھی آئے لیکن اس نے خدمت نہ کی اور آسمانی تحریک اور آسمانی آواز کو کمزور کرنے کا موجب ہو گیا۔

پس مَیں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ یہ کام کا وقت ہے باتیں بنانے کا وقت نہیں۔ خدا تعالیٰ تمہارے دلوں پر نگاہ کئے بیٹھا ہے۔ دنیا کے بادشاہ نہیں بعض دفعہ ایک معمولی انسان بھی آواز بلند کرتا ہے تو لوگ اپنے جوابوں کے ذریعہ فضا میں ایک گونج پیدا کر دیتے ہیں۔ کسی جگہ گاندھی جی کی آواز اٹھتی ہے تو لوگ پروانہ وار اس کی طرف بھاگتے ہیں۔ کسی مجلس میں مسٹر جناح کی آواز اٹھتی ہے تو لوگ پروانہ وار اس کی طرف دوڑتے ہیں۔ مگر تم جانتے ہو تمہیں کس کی آواز بُلا رہی ہے؟ میری نہیں، کسی اَور انسان کی نہیں، کسی اَور بشر کی نہیں بلکہ عرش پر بیٹھے ہوئے خدا نے ایک آواز بلند کی ہے۔ تمہیں پیدا کرنے والا رب تمہیں اپنے دین کے لئے قربانی کرنے کے لئے بلاتا ہے۔ دنیوی لیڈروں کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی لبیک کا نتیجہ موت یا فتح ہو سکتی ہے اور دائمی موت بھی نتیجہ ہو سکتی ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی آواز کا جواب دینے والوں کے لئے سوائے زندگی کے کچھ نہیں۔ اس کو کوئی شیطانی طاقت مار نہیں سکتی۔ کیونکہ جو پیدا کرنے والے کے لئے مارا جاتا ہے وہ ہمیشہ ہی زندہ کیا جاتا ہے۔

ہے تو یہ ایک کہانی اور تمسخر کی بات مگر ہندو بزرگوں نے لوگوں کو نیکی کی ترغیب دلانے کے لئے حقیقت کو ایسے واقعات میں بیان کیا ہے۔ ان میں ایک کہانی مشہور ہے کہ ایک راجہ تھا اس کی اولاد نہیں ہوتی تھی۔ کسی نے اسے بتایا کہ برہما جو اصل خدا کا نام ہے اور جو سب سے بڑا خدا ہے اور جو اولاد دینے والا ہے اس کی پرستش کرو (ہندوؤں میں خدا تعالیٰ کے جس قدر نام ہیں وہ سب اس کی طاقتوں یا ملائکہ کے نام ہیں لیکن آہستہ آہستہ ان کو خدا کا درجہ دے دیا گیا اور انہی کی پرستش شروع کر دی گئی اور برہما کو چھوڑ دیا گیا۔ اب شاید صرف ایک جگہ

برہما کا معبد ہے اور کہیں بھی نہیں) چنانچہ اس نے برہما کی پرستش شروع کر دی۔ کچھ عرصہ کے بعد اس کے گھر لڑکا پیدا ہوا۔ جب لڑکے نے ہوش سنبھالا تو باپ کے دل میں خیال آیا کہ برہمانے جو کام کرنا تھا کر لیا اب مارنا تو شِوجی نے ہے۔ اس لئے اب برہما کو چھوڑ کر شِوجی کی پرستش شروع کر دینی چاہئے۔ چنانچہ اسی خیال سے اس نے برہما کو چھوڑ کر شِوجی کی پرستش شروع کر دی۔ جب لڑکا بڑا ہوا اور اس نے یہ باتیں سنیں کہ میری پیدائش اس رنگ میں ہوئی تھی تو اس نے برہما کی پرستش شروع کر دی۔ باپ نے اس کو بہت منع کیا لیکن اس نے باپ کی بات کو نہ مانا اور کہا کہ جس نے احسان کیا ہے مَیں تو اس کی پرستش کو نہیں چھوڑ سکتا۔ آخر باپ بیٹے میں لڑائی شروع ہوئی اور اس نے اتنا طول پکڑا کہ باپ کے دل میں ضد اور غصہ پیدا ہو گیا اور اس نے بیٹے کے خلاف شِوجی سے دعا مانگی کہ یہ میرا باغی ہو گیا ہے اور باوجود منع کرنے کے آپ کی پرستش نہیں کرتا بلکہ برہما کی پرستش کرتا ہے۔ آپ اس کی جان نکال لیں۔ چنانچہ شِوجی نے اس کی جان نکال لی۔ جب برہما کو معلوم ہوا کہ وہ جو میری پرستش کرتا تھا اس کو میری پرستش کرنے کی وجہ سے مارا گیا ہے تو اس نے کہا کہ مَیں اسے دوبارہ زندہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے اسے دوبارہ زندہ کر دیا۔ شِوجی نے غصے میں آکر اسے پھر مار دیا۔ برہمانے اسے پھر زندہ کیا۔ شِوجی نے اسے پھر مار دیا اور برہمانے اسے پھر زندہ کر دیا اور غالباً یہ سلسلہ اس وقت سے لے کر اب تک جاری ہے اور آسمان پر برہما جی اسے زندہ کرتے ہیں اور شِوجی اسے مارتے ہیں۔

یہ ہے تو ایک کہانی مگر اس میں یہ حقیقت بیان کی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کی راہ میں مارا جائے تو خدا اس کو دوبارہ دنیا میں زندہ کر دیا کرتا ہے۔ یہ ایک بہت ہی قیمتی حقیقت ہے کہ خدا کے پرستار مرا نہیں کرتے۔ وہ مرتے ہیں تو پھر زندہ کر دیئے جاتے ہیں۔ کئی لوگ ہیں جنہوں نے خدا کے لئے جانیں دیں اور وہ بے نسل تھے، جوان تھے، ابھی ان کی شادیاں بھی نہیں ہوئی تھیں کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو گئے مگر ان کا نام آج تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ ایسے ہی لوگوں میں سے ایک حضرت عثمان بن مظعونؓ بھی تھے جو رسول کریم ﷺ کے مقرب صحابی تھے۔ وہ ابھی نوجوان تھے پندرہ سولہ سال کی عمر تھی کہ اسلام لائے اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں اس قدر تکالیف برداشت کیں کہ کسی نے جوش میں آکر آپ کی

ایک آنکھ نکال دی۔ انہوں نے ہجرت کی اور رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ جہاد میں شامل ہوئے اور جنگ اُحد کے موقع پر شہید ہو گئے۔ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو وہ نہایت ہی پیارے تھے۔ اس قدر پیارے کہ رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بیٹے حضرت ابراہیم جب فوت ہوئے تو آپ نے ان کو غسل دے کر قبر میں ڈالتے ہوئے یہ الفاظ فرمائے کہ جا اپنے بھائی عثمان بن مظعونؓ کے پاس۔2 گویا رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے عثمان بن مظعونؓ کو اپنا بیٹا قرار دیا۔ عثمان بن مظعونؓ بغیر شادی کے اور بغیر اولاد کے فوت ہوئے تھے۔ لیکن آج اگر اس زمانہ میں دنیا کی سطح پر نوے فیصدی آبادی عثمان بن مظعونؓ کی اولاد ہوتی۔ ایسے عثمان بن مظعونؓ کی جس کو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی صحبت نصیب نہ ہوئی ہوتی، ایسے عثمان بن مظعون کی جس کو رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ اسلام کی قربانیوں کی توفیق نہ ملی ہوئی ہوتی، ایسے عثمان بن مظعون کی جسے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے جان قربان کرنے کی توفیق نہ ملی ہوئی ہوتی تو یقینی اور قطعی طور پر وہ نوے فیصدی آبادی دنیا کی نہ جانتی کہ آج سے تیرہ سو سال پہلے ہمارا ایک دادا تھا جس کا نام عثمان بن مظعونؓ تھا۔ اگر کسی نہ کسی رنگ میں وہ عثمان بن مظعونؓ کا نام بھی سنتے تو ان کے دلوں میں کوئی جذبہ پیدا نہ ہوتا اور نہ کوئی تحریک ہوتی کہ وہ اس کے لئے دعا کریں۔ لیکن آج جبکہ تیرہ سو سال گزر چکے ہیں، جبکہ عثمان بن مظعونؓ کے جسمانی تعلق کو دنیا سے ختم ہوئے تیرہ سو سال سے زیادہ عرصہ ہو چکا ہے صرف اس قربانی کی وجہ سے جو انہوں نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے کی، اس قربانی کی وجہ سے جو انہوں نے رسول کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لائے ہوئے دین کے لئے کی۔ جب بھی ایک مومن عثمان بن مظعونؓ کا نام لیتا ہے تو اسکی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔

بہرحال مرنے والے مرتے ہیں، بعض بغیر نسل کے مر جاتے ہیں اور بعض اولادیں چھوڑ کر مرتے ہیں مگر باوجود اس کے کہ دنیا میں ان کی اولاد زندہ ہوتی ہے آخر وہ بے نسل ہی ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی اولاد ان کے ناموں سے واقف نہیں ہوتی۔ مگر جو خدا تعالیٰ کے لئے مارے جاتے ہیں، بے نسل ہوتے ہوئے بھی ان کی نسل دنیا میں باقی رہتی ہے اور ہر مومن اپنے آپ کو ان کی اولاد میں سے سمجھتا ہے اور ہر مومن کے دل سے ان کے لئے دعائیں بلند ہوتی ہیں جو ان کے درجات کو بڑھاتی رہتی ہیں۔ پس وہ لوگ جو خدائے واحد کے لئے اپنی زندگی

دیتے ہیں وہ موت قبول نہیں کرتے بلکہ زندگی قبول کرتے ہیں۔ اور جو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے جان دینے سے دریغ کرتے ہیں وہ زندگی حاصل نہیں کرتے بلکہ موت کو قبول کرتے ہیں۔

پس تمہارے سامنے دونوں راہیں ہیں زندگی کی بھی اور موت کی بھی۔ تم میں سے ہر عقلمند اپنے لئے خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ کیا وہ موت کو پسند کرتا ہے یا زندگی کو۔ کیا وہ خدا تعالیٰ کے حضور اس کے دین کے لئے اپنی جان پیش کر کے اس کی محبت اور ابدی زندگی کو حاصل کرنا چاہتا ہے یا بظاہر اپنی جان بچا کر لعنت کی موت اور گمنامی کی ذلت حاصل کرنا چاہتا ہے۔"

(الفضل 3 فروری 1946ء)

1: سنن ابن ماجہ کتاب الزّھد باب ذکر الذنوب

2: کنز العمال جلد 11 صفحہ 737 مطبوعہ حلب 1974ء